ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 5 No.4 2021

جدید اردو نعت میں نسائی لب ولہجہ۔۔فکری وفنی جائزہ

شکیلہ بتول
پی۔ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر رخسانہ بی بی(بلوچ)
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract

Urdu Na'at possesses a vital array of classic diction and style of expression, yet women have expressed a different taste of expression and style in Modern Urdu Na'at which has its distinguishing approach from the Na'atiya lyrics written by poets. This article tends to explore the very distinction of diction, style, colloquialism and thought.

کلیدی الفاظ(Key words)

جمال آثار(Aesthetic)،عشقِ رسول(Love for Prophet)،نسائی لب و لہجہ(Womanish tone)،فکری محاسن(Conceptual attributes)،تکملہ(Completion)

اردو نعت نگاری کی تاریخ نہایت متمول اور فکری و فنی اعتبارات سے انتہائی متحرک و جاوداں ہے۔جس طرح سے مرد شعرا نے اردو نعت میں ایک معتبر روایت قائم کی اسی طرح سے خواتین نے بھی اردو نعت میں اپنا مقام قائم کیا۔خواتین کی اردو نعتیہ شاعری مرد شعرا کی نعت نگاری سے اسلوبِ بیان،زبان و بیان،ڈکشن،خیال،موضوع اور موضوع کے برتاؤ کے لحاظ سے الگ اور منفرد رنگ کی حامل ہے۔خواتین کا نعتیہ شاعری میں نسائی لب ولہجہ بلاشبہ نعت کے میدان میں من حیث الفکر ایک خوبصورت باب کے اضافے کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں گلہائے رنگارنگ مسکراتے ہیں جن کی خوشبوئے لطیف سانسوں کو معطر اور دماغ کو فرحت افزا خیالات بخشنے کا کام کرتی ہے۔اردو نعت نگاری میں نسائی لب و لہجے کے ضمن میں "خواتین کی نعتیہ شاعری" غوث میاں کا ایک قابلِ ستائش تدوینی کام ہے جس کا اجر عند اللہ انھیں ضرور ملے گا۔اس نعتیہ کلام کے انتخاب میں ہر طرح کے مضامین زیرِ بحث لائے گئے ہیں اور نعت کے ہر پہلو میں خیال باندھنے کی کاوش نظر آتی ہے اور اردو نعت میں نسائی لب و لہجے کی روایت کو اس تالیف میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حضور پاکؐ کی بعثتِ بابرکت ہو یا دمِ عطائے رسالت کی کیفیات ہوں،وآپؐ کی ذاتِ پاک کا قبل از زمان و مکاں موجود ہونا یا آپؐ کی روح مبارک کا ربِ جلیل کے ساتھ مکالمہ ہو،حرب و قتال،جنگ اور امن،شعبِ ابی طالب ہو فتحِ مکہ،معراج کی رات ہو یا واقعہِ شق الصدر کا مذکور ہو،عشقِ مصطفیؐ کی آگ ہو یا فراقِ رسولؐ کی کسک ہو،روزِ محشر شفاعت کا بیان ہو یا آپ کی رحمت اللعالمینی کا تذکار ہو،آپؐ کے اسوہِ حسنہ کا ذکر ہو یا شاہِ مرداں امامِ کبیر حضرت علیؑ کی آپؐ کے ساتھ وارفتگی اور جاں نثاری کا بیان ہو،حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ آپ کی محبت اور وارفتگی ہو فاطمہ کے ساتھ پدرانہ شفقت کا اظہار،صورتِ رسولؐ کا بیان ہو یا سیرتِ رسولؐ کی تذکار ہو،غرض آپؐ کی سیرت اور صورت کے ہر ہر پہلو کو خواتین نے اپنے مخصوص لب و لہجے میں سمونے کی کوشش کی ہے اور اس حوالے سے خیالات کو جس طرح سے باندھا ہے وہ بھی ایک لطیف قرینہ ہے جو بڑے بڑے نعت گو شعرا کے حصے میں اس وقت تک نہیں آ سکتا۔جب تک کہ عشقِ رسولؐ کی آگ سینے کو جلا کر کندن نہ کر دے۔

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

خواتین نے مضامینِ نعت میں وسعت اختیار کرتے ہوئے آگہی زندگی کے ہمہ پہلوؤں کو نعت میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے جو ایک نہایت مستحسن اقدام ہے۔ اردو نعتیہ شاعری میں نسائی لب ولہجے کی انفرادیت اسلوبِ بیان اور موضوعی برتاؤ سے قائم ہوتی ہے۔ اپنے مخصوص لب ولہجے کی وجہ سے خواتین کی نعتیہ شاعری نے اپنی شناخت قائم کی ہے۔ یہ نعت گو شاعرات کی نئی کھیپ ہے جو اپنی الگ شناخت اور نسائی لب ولہجے کی وجہ سے منفرد روایت کی حامل ہے۔ جدید اردو نعت نگاری کی ان خواتین شاعرات میں وحیدہ روشن، پروین جاوید، ادا جعفری، بیگم ریاض الدین مخفی امروہی، سیدہ اختر حیدر آبادی، شمیم زینت قیصر، نجم النساء، مسرت جہاں نوری، مہ جبیں فاطمہ، نور بدایونی، زبیدہ حئ، شمیم ملیح آبادی، شہناز مزمل، شمیم لکھنوی، مخفی رسول جہاں بیگم اور قمر جہاں لکھنوی کے نام شامل ہیں جنھوں اردو نعت میں نسائی لب ولہجے کو پروان چڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

خواتین کے اردو نعتیہ کلام میں مضامین کا تنوع اور بو قلمونی ہے۔ ان مضامین میں ندرت کی ایک وجہ مضامین میں نئی معنویت پیدا کرنا اور ایسے گوشے تلاش کرنا جو نعت میں پہلے سے بیان نہ ہوئے ہوں۔ وصالِ رسولؐ کی آرزو تو ہر صاحبِ ایمان شخص کو ہوتی ہے مگر اس میں جذبہِ عشقِ مصطفویؐ کی وہ آگ کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے، جو دلوں کو جلا کر کندن کر دیتی ہے اور اس نئی نعمتِ مترکبہ کی فضیلت کا اندازہ صرف صاحبِ علم لوگ ہی لگا سکتے ہیں۔ خواتین کی نعتیہ شاعری میں جذبہ عشقِ مصطفویؐ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے اور خلوص اور وفا کا پاس دکھائی دیتا ہے۔ خواتین کی نعتیہ شاعری میں فکری محاسن کا آغاز اسی جذبے کے تجزیاتی مطالعے سے کرتے ہیں اور اس ضمن میں نسائی لب ولہجے کو نعت کی تہذیب میں ڈھالنے والی شاعرہ وحیدہ روشن پروین ؔ کا نام بہت سامنے کا ہے۔ یہاں پر ان کے منتخب نعتیہ کلام میں اسلوبِ بیان اور اسالیبِ فکر کے تخصیصی مطالعے کو شامل کیا جاتا ہے۔ وحیدہ روشن پروین ؔ کا فکری اختصاص یہ ہے کہ انھوں نے اس جذبہِ عشقِ مصطفویؐ کو وصال کے باطنی احساس کے ساتھ ملتزم کر کے پیش کیا ہے اور ان کے ہاں روضہ رسولؐ پر حاضری جو تڑپ اور کسک ہے وہ دیدنی ہے۔ اسی طرح یہ ان کی نعات میں نسائی اندازِ شوق کے پاکیزہ جواہر ریزے موجود ہیں اور ایسے میں وہ مظاہرِ فطرت کو تجسیمی اور تمثیلی سطح پر جذبے کی ترسیل میں معاون بنا دیتی ہیں اور تمثیل نگاری کے پردے میں باطنی جذبات واحسات کی کرداد نگاری کرتی ہیں۔ اسی طرح وحیدہ پروین روشن نے نعت میں تاثیرِ دروں پیدا کرنے کے لیے اپنے مخصوص لب ولہجے کا سہارا لیا ہے:

کہتی ہیں بصد عجز یہ مشتاق نگاہیں
اے کاش کھلیں روضۂِ پر نور کی راہیں
سب فاصلۂِ روضہ اطہر کا اثر ہے
مہتاب کی ٹھنڈک ہو کہ خورشید کی آہیں
ہو جائے اگر خواب میں دیدارِ محمدؐ
کیوں ہجر کے مارے ہوئے بیمار کراہیں
ہے احمدِ مختار پے موقوف تعین
کعبہ وہی گھر ہو شہ والا جسے چاہیں

(۱)

یہاں ایک سبک اندازِ بیاں ہے اور نعت کے اشعار میں ایسی روانی ہے جیسے صد جلووں سے لبریز کوہساروں کا دل چیرتی ہوئی ندی کے پانی کی روانی ہوتی ہے۔ لفظ سبک خرام اور جذبات تہذیبِ ادبِ رسولؐ میں ڈھلے ہوئے اور احساسات خوشبوئے عقیدت میں ڈُھلے ہوئے ہیں۔ نعت کہنے کی تہذیب کا معیار یہ ہے کہ کوئی لفظ منصبِ نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ لب ولہجے میں نُدرت اور نزاکتِ بیان محسوس ہوتی ہے کہ "خورشید کی آہیں" جیسا کلمہ شعر کی معنیاتی جمالیات کو اور زیادہ پُر جمال بنا دیتا ہے۔

عشقِ احمدؐ کی ضیا پاشی ہی سے کائنات میں تمام نور کی جلوہ گری اور عشوہ گری ہے۔ اس خیال کو نئی فکری منہاج کے ساتھ اردو خواتین شاعرات نے بڑی عمدگی کے ساتھ اپنایا ہے اور شعر کے قالب میں ڈھال کر فصاحت کا معیار قائم کیا ہے۔ عشقِ احمدؐ وہ جذبہ ہے جو آنکھوں کو ضیا اور زیست کو اک نیا مذا دیتا ہے۔ یہ جینے کا سلیقہ اور مدِ مقابل کو تدبیر کے ساتھ زیر کرنے کی بلند ہمتی عطا کرتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جو جلاتی ہے تو انسان اشرف المخلوقات اور نیابتِ الٰہی کے درجے پر متمکن ہو جاتا ہے۔ فضیلتِ انسانیت کے مدارج کو بہ

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

احسن انداز طے کرتا ہے اور علی منہاجِ اولیاز یست کرتا ہے۔ یہی وہ جذبہ ہے کہ جس کی آب و تاب کے سامنے بڑے بڑے سر جھکا دیتے ہیں۔ یہاں پر شاہ و سلطان سبھی منگتے ہیں اور سبھی کی آس و امید اور نجات کا ذریعہ یہی عشقِ مصطفویؐ ہے۔ کائنات میں نور اسی جذبے کے دم سے ہے اور آنکھوں میں ضیاء بنی اسی جذبے کی دین ہے۔ یہ خوبصورت مضامین ہمیں وحیدہ پروین روشن کی طرح پروین جاوید کی نعات میں بھی جا بجا ملتے ہیں اور ان کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ پروین جاوید کے ہاں اس خیال کی بلندی اور فکری منہاج ملاحظہ کیجیے:

عشقِ احمد ہے جو آنکھوں کو ضیاء دیتا ہے

پر یہ رتبہ جسے دیتا ہے خدا دیتا ہے

زد میں آجاؤں ہواؤں کی تو پھر اس کا خیال

میری بجھتی ہوئی شمعوں کو جلا دیتا ہے

پہلے کرتا ہے مجھے خواہش دنیا سے الگ

اور پھر زیست کو احساس نیا دیتا ہے

راہِ ہستی میں اگر موجِ حوادث ہو بلند

وہ بلندی مری قامت کو بڑھا دیتا ہے

عشقِ احمدؐ کا جنوں ہے کہ جو پروین مجھے

گھپ اندھیروں میں منزل کا پتا دیتا ہے

(۲)

عشق کا جذبہ انسان کو باطنی تطہیر سکھا دیتا ہے۔ عشق وہ جذبۂ ہے جو انسان کی تہذیب کرتا ہے۔ مولانا روم کے یہ اشعار اس پر دال ہیں:

نہ من بے ہودہ گرد ے کوچہ و بازار می گردم

مذاقِ عاشقی دارد پئے دیدار می گردم

شرابِ شوق می نوشم بگردے یار می گردم

سُخن مستانہ می گویم، ولے ہشیار می گردم

(۳)

علامہ اقبال کے ہاں بھی عشقِ خدا اور عشقِ مصطفیؐ دونوں کا ایک نیا مفہوم ابھر کر سامنے آتا ہے اور انھوں نے اس جذبے کو ایک نئی معنویت دی ہے۔ عشق کے روایتی تصور سے قطع نظر نے اسے اثباتِ ذات اور جہد للبقا کے معنوں میں استعمال کی ہے جس سے کائنات اور انسان دونوں کا تکملہ ممکن ہے۔ علامہ اقبال نے عشقِ رسولؐ کا جو متحرک نظریہ دیا، اس کے اثرات جدید اردو نعت گو شاعرات کے ہاں بھی دکھائی دیتے ہیں اور انھوں نے کلامِ اقبال سے اخذ و قبول کیا ہے۔ خواتین نے اپنے نعتیہ کلام میں عشقِ رسولؐ کے منزہ و مطہر جذبے کو نفس کی تہذیب اور دل کے سکون کا باعث قرار دیا ہے اور عشقِ احمد کو چراغِ راہ ہی نہیں بلکہ منزل قرار دیا ہے کیونکہ اسی عشق سے ہی اطاعت کے سر چشمے پھوٹتے ہیں۔ یہ بیانیہ دراصل مولانا روم اور اقبال کی فکری منہاج سے آگے کی جانب کا سفر ہے مگر اسے کائنات وسعتیں حاصل نہیں ہیں البتہ باطنی وسعتیں میسر ہیں اور خواتین نے اس جذبے کو جس سوز و گداز میں پیش کیا ہے۔ وہ واقعی قابلِ تحسین ہے۔ سیدہ اختر حیدر آبادی اور ادا جعفری کی نعات میں عشقِ مصطفیؐ کو اسی مخصوص لب و لہجے میں یوں دیکھا جا سکتا ہے:

یہی بہت ہے مرے عشق معتبر کے لیے

تڑپ رہی ہے جبیں ان کے سنگِ در کے لیے

ہجومِ سجدہِ بے تاب آہ! کیا کہیے

پڑی رہوں میں اسی در پر عمر بھر کے لیے

(۴)

بس اک نگاہ عطا ہو دیکھنے والے

اُسی نگاہ میں تکمیلِ جاں کو دیکھتے ہیں

(۵)

اس عشق میں شہر مدینہ کو دیکھنے اور وہاں قیام کرنے کی آرزو بھی شامل ہے اور آپؐکا خواب میں دیدار بھی شامل ہے۔اور ایسے میں خواتین کے ہاں حزم واحتیاط اور آدابِ رسالت کا اتنا پاس ہے کہ وہ ثنا لکھنے والے قلم کو بھی اشکِ عقیدت سے باوضو کرنے کے استعمال کرنے پر ایمان رکھتی ہیں۔زبیدہ حیؔ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

ثنا کی راہ میں ایسے جگر لہو کرنا

قلم کو اشکِ عقیدت سے باوضو کرنا

ہر ایک لفظ میں خوشبو کا حسن ہو پہلے

پھر اہتمامِ بہاراں ورنگ وبُو کرنا

جمالِ ذکرِ محمدؐ ابد کے بعد بھی ہے

ازل کے نُور سے مدحت کو سُرخرو کرنا

چلے ہو سوئے مدینہ ہر ایک پل زائر

نیاز وعجز کو آنکھوں کی آبجو کرنا

(۶)

شہنشاہِ کائنات کے شہر میں قیام کرنے کی آرزو کے ساتھ ہی نعتیہ غزلوں میں آپؐسے روحانی اتصال اور ہجر وفراق کے مضامینِ خیال بھی جدید اردو نعت کے نسائی لب ولہجے کی ایک الگ پہچان ہے جہاں شاعرات نے نئے تجربات کیے ہیں۔یعنی جہاں پر مدینہ جانے کی آرزو اور جستجو ہے،وہاں ہمیں آپؐ کے ساتھ شاعرات کے روحانی اتصال کی آرزو بھی دکھائی دیتی ہے اور اس معاملے میں بندشِ خیال بھی داد کی مستحق ہے کہ وہ نعات کے محامد ومحاسن کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔بیگم ریاض الدین مخفی امروہی کے ہاں یہ نعتیہ اشعار اس بات کی دلیل ہیں کہ ہجرِ رسولؐ دراصل آپؐ کے روحانی اتصال کی حسرت ہی کا محرک ہے:

مری ہجرِ نبی میں اشک افشانی نہیں جاتی

جو پیشانی میں تھا پیش آئی پیش آنی نہیں جاتی

شہنشاہِ مدینہ کی محبت کی خلش دل سے

بمشکل بھی نہیں مٹتی،بہ آسانی نہیں جاتی

بنا رکھا ہے میں نے گھر کو صحرا جوشِ وحشت میں

محبت میں جنوں کی فتنہ سامانی نہیں جاتی

(۷)

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

عشقِ مصطفیؐ میں جنوں کی سوختہ سامانیاں اور آپؐ سے وصال کی آرزو یہ سبھی پاکیزہ جذبات کی عکاسی کرتے ہیں جو اردو نعت کے نسائی لب و لہجے کی انفرادی شان ہیں اور یہ شاعرات کے نعتیہ کلام میں ان کے ایمان اور آپؐ کی ذاتِ اقدس سے محبت کی علامت ہے۔ یہ وہ عشق ہے کہ جس سے مقدر کے ستارے چمک اٹھتے ہیں اور آنکھوں کو ضیاء ملتی ہے۔ عقیدت اور محبت اپنی جگہ لیکن ادب اور احترام بھی معنی رکھتے ہیں اور اس معاملے میں خواتین کا نعتیہ لب و لہجہ بہت پُر امید اور مہذب ہے کہ انھوں نے حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے اور کہیں بھی سوئے ادب کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ورنہ بہ فرطِ جذبۂ عشق حزم و احتیاط کا معیار قائم نہیں بھی رہتا اور کبھی کبھی زیادہ بے تکلفی بھی آن پہنچتی ہے۔ مگر یہاں ایسا کچھ نہیں ہے۔ عشقِ رسولؐ کا ایک مہذب اور شائستہ طرزِ اظہار اردو نعت میں نسائی لب و لہجے کو چار چاند لگا رہا ہے۔ البتہ چند شاعرات کا نعتیہ کلام اس سے استثنا بھی رکھتا ہے کیونکہ ان کا نسائی لب و لہجہ بعض اوقات اس قدر بے تکلفی کا حامل ہوتا ہے کہ اس میں منصبِ نبوت کا خیال پیچھے رہ جاتا ہے اور عشق کی بے تکلفی بڑھ جاتی ہے۔ ایسا ان نعات میں ہوا ہے جہاں مناجاتی رنگ غالب ہے۔ مناجات نعت کا اہم پہلو ہیں۔ تمام شعرا اور شاعرات درِ مصطفیؐ کے سوالی ہیں اور انھی کے در سے فیضِ عام پاتے ہیں۔ مناجات میں امت کے حالِ زار پر نظرِ کرم اور نعت خواں کا اپنی تکلیفوں یا حالتِ زار میں رحمت کی اپیل کرنا شامل ہے۔ نعت گو شاعر عموماً دل گداز اور پُر سوز لب و لہجے میں آپؐ کے سامنے امت کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچتا ہے اور امت کی عظمتِ رفتہ کو یاد کرتے ہوئے آپکے رحم و کرم کے طفیل امتِ مسلمہ کے کھوئے ہوئے ماضی اور اس کی شناخت کی بازیافت کی دعا کی جاتی ہے۔ اسی طرح مناجات کا ایک اور رنگ شہرِ نبیؐ میں حاضری کی استدعا بھی ہے جس میں حبیبِ خدا سے دعا کی جاتی ہے نعت خواں کو اپنے روضۂ مبارک پر بلالیں۔ اسی طرح آپؐ کے دیدار کی مناجات بھی کی جاتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ایک بات نہایت اہم ہے اور وہ یہ کہ مناجات میں بھی حدِ ادب کا پاس لازمی ہے۔ مناجات ہوں یا وصالِ محبوبِ خداؐ کے وصال کی آرزو ہو، اگر ادب میں کہیں بھی کمی بیشی ہوگئی تو "قہرِ درویش بر جانِ درویش" کے مصداق نعت رحمت کے بجائے زحمتِ دوام کا باعث بن جائیگی اور الٹا گناہ ہوگا۔ اس حوالے سے جدید اردو نعت کے نسائی اسالیب کو دیکھا جائے تو ان میں صرف چند ایک نعات کے علاوہ جن میں کچھ الفاظ انتہائی قابلِ گرفت ہیں اور کوئی ایسی نعات نہیں ہیں جن میں سوئے ادب کا احتمال ہو۔ شمیم لکھنوی کی ایک نعت کو مثال کے طور پر یہاں پیش کیا جاسکتا ہے جس میں "بانکی ادا، مرلی، چرواہا" اور اس نعتیہ غزل کی ردیف "لوٹ لیا" انتہائی قابلِ اعتراض ہیں جو شہ لولاکؐ کی عظمتِ رسالتؐ اور منصبِ نبوت کے سراسر خلاف ہیں کیونکہ ان الفاظ کا تشخص اور مفہوم ایسا ہے جو عندالناس بازاری ہے لہٰذا یہ عظمتِ رسولؐ کے شایانِ شان نہیں۔ "بانکی ادا" کی لفظی ترکیب آپکی ادا کے لیے ہرگز استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ "بانکے" لکھنو کے اوباش لڑکوں کے ایک خاص گروہ کا نام تھا جو ٹیڑھی چال چلتے تھے، لڑتے جھگڑتے، باغی خیالات رکھتے تھے اور بغل میں ہر وقت خنجر رکھتے تھے۔ ان کی ٹیڑھی چال سے غرور و تکبر ٹپکتا تھا جس کی وجہ سے انھیں "بانکی ادا والے" کہا جاتا تھا۔ لہٰذا "بانکی ادا" کی لفظی ترکیب عظمتِ مصطفیؐ کے شایانِ شان نہیں۔ یہاں تو معاملہ بہت نازک ہے کہ اللہ نے صحابہ کرامؓ تک کو حکم دے دیا کہ اگر اپنی آواز رسولؐ کی آواز سے اونچی اٹھائی تو سارے اعمال حبط یعنی برباد ہو جائیں گے۔ کسی اور کے پر مارنے کی تو مجال ہی نہیں۔ اس نعت کے یہ اشعار دیکھیے جن میں یہ الفاظ و تراکیب استعمال کی گئی ہیں:

نہیں چین ہے میرے دل کو پڑت توری بانکی ادا نے لوٹ لیا
کیا نام بتاؤں واکا سکھی جاکی زلف دوتا نے لوٹ لیا
دھرے کالی کملیا چرواہا پھرے مرلی بجاتا دیکھو جرا
وہ کنت کنزاً مخفیاً جاکی ہر کی صدا نے لوٹ لیا

(۸)

اس نعت میں ہندی الفاظ کی بھرمار ہے اور اس کا ڈکشن ہندی ہے۔ زبان کوئی بھی ہو اس میں نعت کہی جاسکتی ہے اور ہندی میں بھی شعرا نے بہت اعلیٰ پائے کی نعات کہی ہیں۔ قطع نظر اس بات کے اس نعت میں حدِ ادب کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور زبان کے استعمال اور وفورِ جذبات کے اظہار میں جس بے تکلفی کا شاعرہ نے مظاہرہ کیا ہے وہ ناروا اور ناقابلِ برداشت ہے۔ یہ نعت ثوابِ دارین کے بجائے نعت خواں کے لیے عذابِ دارین ثابت ہو رہی ہے۔ مرلی کا لفظ انتہائی غیر ذمے دارانہ، غیر فصیح، غیر معیاری اور غیر موزوں ہے۔ اسی طرح آپکے لیے "چرواہا" کا لفظ بھی استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ اگرچہ تمام انبیاء کی طرح آپؐ نے بکریاں چرائیں مگر عصرِ حاضر میں چرواہا کا لفظ "گنوار یا اجڈ" کے

Vol. 5 No.4 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

لیے زیادہ مستعمل ہوتا ہے اور ہر عاشقِ رسولؐ کے دل یہ لفظ بہت گراں گزرتا ہے۔ ان الفاظ وتراکیب کے بعد اس نعت کی ردیف "نے لوٹ لیا" بالکل غیر موزوں اور مبہم قسم کی معنویت کی حامل ہے۔ اس ردیف کا بجنسہٖ 'تشخص منصبِ رسالتؐ کے ساتھ تطابق نہیں رکھتا اور غزل کے روایتی محبوب کی ناز وادا سے لٹنے کا مفہوم دیتا ہے۔

مجموعی طور پر جدید اردو نعت کے نسائی لب ولہجہ کو دیکھا جائے تو یہ انتہائی جمال آثار ہے۔ نعت میں نسائی لب ولہجے کا ایک فکری پہلو حضور پاکؐ کے حسن وجمال کا بیان ہے اور اس جمالِ مصطفیٰؐ کی تعریف وتوصیف میں الفاظ وتراکیب کا جو استعمال کیا گیا ہے اس میں نسائیت کی جھلک بھی اوت تہذیبِ نعت گوئی بھی ملتی ہے۔ اس سلسلے میں زبیدہ حیٔ اور نور بدایونی کا نام جدید اردو نعت گو شاعرات میں اہم ہے۔ زبیدہ حیؔ کا یہ شعر بہت ہے قابلِ تحسین ہے جس میں انھوں نے اتنے بڑے مضمون کو حیرت انگیز فکری منہاج کے ساتھ پیش کیا ہے:

جمالِ ذکرِ محمدؐ ابد کے بعد بھی ہے
ازل کے نُور سے مدحت کو سُرخرو کرنا

(۹)

نور بدایونی نے بھی آپؐ کے حسن وجمال کو موضوعِ شعر بنایا ہے اور صورت کے ساتھ ساتھ سیرتِ طیبہ کو بھی اجاگر کیا ہے۔ نور بدایونی نے اس خیال کو جس کا ذکر علامہ ابنِ عربی نے فصوص الحکم میں کیا ہے قابلِ ستایش انداز میں نعت کا حصہ بنایا ہے۔ اس خیال کے پیچھے شاعرہ کا اپنا وجدان اور عشقِ رسولؐ ہے جو اسے باطن کی آنکھ کے ذریعے اعیانِ ثابتہ کے کشف وظہور کا ہنر بخشتا ہے:

چاند میں اس کی ضیاء خورشید میں اس کی چمک
روشنی تاروں میں اس کی ہے وہ ہے نورِ جہاں

(۱۰)

نور بدایونی کی ایک نظمیہ نعت کا ایک بند اسی حوالے دیکھئے جس میں انھوں نے آپکی نورانی آمد کی تصویر کاری پیش کی ہے۔ عقیدت واحترام میں جذبے کی تاثیر کے ساتھ کھینچی گئی وہ تصویر ہے جو عملی و نظری دونوں سطح پر اپنا جواز رکھتی ہے اور اس میں نعتیہ لوازمات بھی ہیں اور شعریت کا بھی بھرپور رچاؤ موجود ہے۔ نظم کے معنوی نظام میں کئی تہہ داریاں موجود ہیں۔ معنی سپاٹ نہیں ہیں بلکہ تہہ در تہہ ہیں اور کائناتی وسعتوں کے حامل ہیں۔ پہلے بند میں مناظرِ فطرت اور موجوداتِ کائنات کو آپؐ کی آمد میں کا منتظر اور ہمنوا بنادیا گیا ہے اور تجسیمی سطح سے اوپر تمام مجردات میں آپکا نور ہی بتلایا گیا ہے جو کہ ما قبل بحث کے ساتھ نظری تطبیق رکھتا ہے۔ نور کے پردے سے جلوہ آرائی دراصل گوہر کا صدف سے نکلنا ہے اور یدِ بیضا کی تلمیح پہلے بند میں خیال کی بندش کو معنیاتی وسعت دے رہی ہے:

جبینِ لیلیٰ شب ہے یدِ بیضا کا آئینہ
ضیاءِ صبحِ صادق وادیِ سینا کا آئینہ
نسیم سرد کا جھونکا دمِ عیسیٰؑ کا آئینہ
ہر اک برگِ چمن ہے عارضِ سلمیٰ کا آئینہ
یہ کس نے نور کے پردے سے کی ہے جلوہ آرائی
یہ کس کے حسنِ محبوبی کا ہے عالم تماشائی

(۱۱)

دوسرے بند میں مظاہر فطرت جمالِ محبوبِ خدا کی تزئین کرتے ہیں اور انھیں اپنا محور ومرکز مانتے ہیں۔ ان کے نور کا واحد ذریعہ اور منبع چونکہ جمالِ محبوبِ خدا ہیں لہٰذا سبھی اپنے مرجعِ قدس کی قدم بوسی کرتے ہیں۔ آپؐ کی صورت جیسی صورت نہ کائنات میں کہیں اور موجود ہے اور رحمان کی خلقت میں کوئی ایسی صورت موجود ہے۔ یہ وہ شہکار ہے

Vol. 5 No.4 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

جس پر رحمان خود ناز کرتا ہے اور مظاہرِ فطرت حیران رہ جاتے ہیں۔وہ صورتِ طیبہ جس کے جمال کو اگر یوسفؑ عشاق مصر کی عورتیں دیکھ لیتیں تو انگلیاں کاٹنے کے بجائے عالمِ محویتِ جمالِ احمدؐ میں اپنی گردنیں اُڑا دیتیں۔اس خیال کی دیکھیے کس خوبصورتی کے ساتھ ثمر بانو ہاشمی نے نقش گری کی ہے۔"لبِ اعجاز" کی ترکیب کا جواب نہیں۔

ازل میں نور سے جب آپ کی صورت بنی ہو گی
تو اس شہکار پر فطرت بھی حیراں رہ گئی ہو گی
لبِ اعجاز پر پہلا تبسم جب کِھلا ہو گا
مکاں سے لامکاں تک روشنی ہی روشنی ہو گی

(۲۱)

جمالیاتِ رسولؐ کا بیان جدید اردو نعت کے نسائی لب و لہجے کی شناخت اور نسائی نعت کا فکری سرمایہ ہے۔اس سلسلے میں خواتین نے اپنی نعات میں اظہار کے کئی پیرائے اختیار کیے ہیں۔آپؐ کے اسمِ گرامی برکات بھی آپؐ کے ذاتی جمال کا حصہ ہیں اور یہ نام ایسا ہے کہ اس سے قبل کسی بشر کا یہ نام نہیں ہوا۔آپؐ کے اسمِ گرامی کی صفات اور فیوض و برکات کے حوالے سے بھی بہت سی نعات ملتی ہیں۔سعدیہ روشن صدیقی کی نعات اس سلسلے میں قابلِ ملاحظہ ہیں۔اسی طرح شہناز مزمل،راز بدایونی اور صفیہ شمیم ملیح آبادی کے نام بھی جدید اردو نعت گو شاعرات میں ایک معتبر حوالہ ہی

حوالہ جات

۱۔وحیدہ پروین روشن:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء ص ۳۱۱
۲۔پروین جاوید:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء ص ۱۲۱
۳۔مولانا جلال الدین رومی:مثنوی معنوی مولوی روم،دفتر سوم"،الحمد پبلشرز،لاہور،۶۰۰۲ء، ص ۵۴۲
۴۔سیدہ اختر حیدر آبادی:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۴
۵۔ادا جعفری:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۶
۶۔زبیدوَہ حئیَ:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۱۲
۷۔بیگم ریاض الدین مخفی امروہی:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۱۷۳
۸۔شمیم لکھنوی:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۶۲
۹۔زبیدہ حئیَ:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۱۲
۰۱۔نور بدایونی:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۲۴
۱۱۔ایضاً، ص ۵۴۳
۲۱۔ثمر بانو ہاشمی:"خواتین کی نعتیہ شاعری" مرتبہ غوث میاں،ضیاء القرآن پبلشرز، کراچی،۵۱۰۲ء، ص ۵۴۱